

لولا کو پاکستان آ جانا چاہیے!

لوئزانہ کیوں لولا دیسلاوا (Luiz Inacio Lula Da Silva) برازیل کی تاریخ کا سب سے طاقتور سیاستدان تھا۔ انتہائی غربت میں پیدا ہونے والا انسان برازیل جیسے بڑے اور طاقتوں کے اعلیٰ ترین منصب تک پہنچ گیا۔ بچپن میں والدین اسے جوتا تک خرید کر نہیں دے سکتے تھے۔ لولا کا بچپن اسی طرح کا تھا جو تیری دنیا کے غریب لوگوں کا مقدر ہوتا ہے۔ بے چارگی، بے بُسی اور حسرتوں کی آماجگاہ۔ ویسے دیکھا جائے تو دنیا میں صرف دو طبقے ہیں، امیر اور غریب۔ امیر کیلئے کوئی بھی ملک اہم نہیں ہے۔ وہ ہر خطہ کا شہری بن سکتا ہے۔ ساری دنیا کے غریب اور ان کا طرزِ عمل بھی یکساں ہے۔ جذباتیت، نعروں اور ترقی کے خوابوں سے آرستہ، کم مالی حیثیت والے لوگ، ازل سے لٹتے آئے ہیں اور ابد تک انکے حالات جوں کے توں رینگے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ ہر بار نئے فریب کے تحت لٹنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ کبھی مذہبی تفریق کے نام پر، کبھی سماجی ترقی کے دکھاوے میں اور کبھی مساوات کے جھوٹے نعروں پر۔

لولا، مزدوری کیلئے کام تلاش کرتا رہا۔ برازیل میں دھات کی طاقتور صنعت ہے۔ لولا، اس صنعت کی ورکرزاں میں شامل ہو گیا۔ مزدوروں کے حقوق کے حوالے سے کمال تقاریر کرنی سیکھ لیں۔ آہستہ آہستہ، غریب اور کمزور طبقے کی آواز بننے لگ گیا۔ برازیل میں انتہائی دولت مند طبقہ بھی موجود ہے۔ وہی ایک فیصد طبقہ جو ہر ملک میں حکمرانی کر رہا ہے۔ امیر لوگ شوگر ملزا اور دیگر صنعتوں کے مالک ہے۔ لازمی بات ہے کہ جہاں صنعت ہوگی، وہاں دولت کی غیر منصفانہ تقسیم بھی ہوگی۔ وہاں مزدوروں کے حقوق کی پامال ہوگی۔ لولا، انتہائی سمجھدار انسان تھا۔ سیاست کے بنیادی اصول کو سمجھ چکا تھا۔ جان پکا تھا کہ اقتدار حاصل کرنے کیلئے غریب طبقہ کی حمایت ضروری ہے۔ اس نے برازیل کی قومی سیاست میں آنے کا فیصلہ کیا۔ ورکرزاں میں شمولیت اسکی ابتداء تھی۔ ورکرزاں میں بائیں بازو کے دانشور، صحافی، اساتذہ، طلباء اور مزدور شامل تھے۔ لولا نے قومی سیاست میں داخل ہونے کیلئے ایکشن لڑ رہے۔ پہلے تینوں الیکشنوں میں شکست فاش ہوئی مگر ہمت نہ ہارا۔ معلوم تھا کہ اسکے پاس ایک جاندار خواب ہے جسے پہنچ کر ایک دن ملک کے اعلیٰ ترین ایوان تک پہنچ جائیگا۔ 2002 میں ہونے والے الیکشن نے اسے برازیل کا صدر بنادیا۔ لولا، 2003 سے لیکر 2011 تک اپنے ملک کے سیاہ و سفید کا مالک رہا۔ ایک دہائی کے اقتدار میں برازیل نے بے پناہ اقتصادی ترقی کی۔ لاکھوں لوگوں کو روزگار مہیا کیا گیا۔ لوگ اسکے دیوانے تھے۔ دوبار صدر رہنے کے بعد، لولا نے اپنی معتمد خاص ڈلماروسف (Dilma Rousseff) کو صدر بنوادیا۔ اصل اقتدار اسی کے ہاتھ میں رہا۔ ڈلماروسف ایک کٹھپتی صدر تھی۔ پچھلے برس، ڈلماروسف کی پیشہ سے اقتدار سے ہاتھ دھوپٹھی۔ اس طرح، لولا کا بیس برس کا اقتدار ختم ہو گیا۔

جیسے ہی لولا کا اقتدار ختم ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ موصوف نے اپنے دور میں خوب مال کیا ہے۔ پیٹروبراس (Petrobras) نام کی قومی تیل کی کمپنی کو ذلتی مفادات کیلئے کمال طریقے سے استعمال کیا ہے۔ پتہ چلا کہ سمندر کے کنارے، ایک بلڈنگ میں لولا نے چھ لاکھ ڈالر کا ایک خوبصورت اپارٹمنٹ حاصل کیا ہے۔ جسکی کوئی منی ٹریل نہیں ہے۔ اسی طرح ایک اور گھر بھی سامنے آیا۔ جسکی تزئین اور ایس

نامی کنسٹکشن کمپنی نے کی تھی۔ اسکی مالیت تقریباً ساٹھ ہزار ڈالر تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لولانے اپنی سیاسی پارٹی کے مختلف اہم ارکان کو حد درجہ کمیشن لینے کی بھرپور اجازت دے رکھی تھی۔ صنعت کار اور سرمایہ دار، ورکرز پارٹی کو بے دریغ چندہ دیتے رہے تھے۔ ان اکشافات کی غیر جانبدارانہ تفتیش ہوئی اور مقدمہ عدالت میں پیش کر دیا گیا۔ ضمیم سطح کی عدالت نے لولا کو نو سال قید کی سزا سنائی۔ اپیل میں سزا کو بڑھا کر بارہ سال کر دیا گیا۔ لولانے عدالت میں گھنٹوں اپنے حق میں دلائل دیے۔ وہ یہی کہتا تھا کہ اسکا اصل مجرم غریب عوام کیلئے ترقی کے دروازے کھونا ہے۔ وہ مکمل طور پر بے گناہ ہے اور اسے پھنسایا جا رہا ہے۔ لگر جب استغاثہ کے وکلاء پوچھتے تھے کہ اسکے پاس سرمایہ کدھر سے آیا تو وہ خاموش ہو جاتا تھا۔ یہ بھی پتہ چلا کہ لولانے اکیس ملین ڈالر، اپنی پارٹی کے اکابرین کو صنعتی کمپنیوں سے رشوت وصول کر کے فراہم کیے۔ ٹھوس الزامات کا لولا کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ سزا کے بعد، اسکی سیاسی پارٹی نے بھرپور جلسے اور نعرے بازی کی، مگر حکومتی اداروں نے یہ احتجاج بہت تھوڑے عرصے میں ختم کر دیا۔ لواب صرف ایک بات کہہ رہا ہے کہ سارا انتظام اسے سیاست سے باہر کھنے کیلئے ہوا ہے۔ اسے تیسری بار صدر بننے سے روکا جا رہا ہے۔ عوام کے ووٹ کی طاقت کو رسوائی کیا جا رہا ہے۔ یہ تقاریر اور بیانیہ جاری و ساری ہے۔ عملی طور پر لولا، برازیل کی سیاست سے باہر ہو چکا ہے۔

پاکستان اور برازیل کا درمیانی فاصلہ سترہ ہزار، سات سو کلو میٹر ہے۔ مگر اسکا سیاسی نقشہ اور سیاستدانوں کی ریا کاریاں حد درجہ یکساں ہیں۔ وہی لوٹ مار، خدمت کے دعوے، پارسائی کے اعلانات، وہی ایک دھیلے کی کرشن ثابت ہونے پر سیاست چھوڑنے کے ادنی دعوے، کمیشن نہ لینے کی دروغ گوئی، یعنی ہر عصر اور ہر سیاسی الیہ ایک جیسا ہے۔ اس پر کوئی حیرت نہیں ہونی چاہیے۔ تیسری دنیا کے تمام ملک ایک جیسے جبرا اور مشکل حالات کے تسلسل سے گزر رہے ہیں۔ ہمارے ہاں کیونکہ سچ بولنا اعلانیہ طور پر منوع ہے لہذا یہاں، ان مسائل کے ساتھ ساتھ کمال منافقت بھی شامل ہو چکی ہے۔ ایسی مکروہ منافقت جس نے پورے سماج اور ہر آدمی کو گرفت میں لیا ہوا ہے۔ قومی سیاست کی طرف نظر دوڑائیے تو یہ سیاہ کاری حد درجہ مضبوط معلوم ہوتی ہے۔ پیپلز پارٹی صوبائی حکومت کی مسلسل مالک ہے۔ قومی سطح پر مسلم لیگ ن، صرف تین چار ماہ پہلے ایوان اقتدار سے باہر ہوئی ہے۔ مگر معاملات وہی ہیں جو سترہ ہزار کلو میٹر دور ملک برازیل کے ہیں۔ پیپلز پارٹی کا بیانیہ ہے کہ وہ غریب عوام کی آواز ہے۔ محنت کشوں، کسانوں اور نچلے طبقے کے حقوق کی علمبردار ہے۔ یہ بات سرسری طور پر توٹھیک ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے قومی شعور جگانے کیلئے حد درجہ محنت کی تھی۔ ترقی پسندوں کی آواز بنا تھا۔ مگر اسکے بعد کیا ہوا۔ کیا واقعی سندھ تک سکڑ جانے والی پارٹی کے اکابر این اپنی دولت کے ذرائع بتاسکتے ہیں۔ جتنی خوفناک بدعنوائی سندھ میں جاری و ساری ہے۔ کیا اسے نعروں کی چادر میں چھپایا جاسکتا ہے۔ کیا سندھ حکومت کی سطح پر ہونا ک منی لانڈرنگ کو درست قرار دے دیا جائے۔ کیا زرداری صاحب اور انکے حواریں، اپنے امیرانہ لائف سائل کے ذرائع بتاسکتے ہیں۔ کیا پیپلز پارٹی کے اعلیٰ ترین دماغ جے آئی ٹی رپورٹ کی جزئیات کا دلیل سے جواب دے سکتے ہیں۔ ایسا ہونا، ناممکن ہے۔ کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ سندھ کے ابتر حالات بذات خود زرداری صاحب کے متعلق ایک چارچ شیٹ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پارٹی کی ملک کے دیگر صوبوں میں ہر یمانہ شکست کیا ایک حقیقت نہیں ہے۔ مگر سبحان اللہ، جواب ہے کہ انہاروں میں ترمیم کو ختم کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔ صوبائی خود مختاری

کو دا اور پر لگایا جا رہا ہے۔ گزارش ہے کہ کیا کھربوں روپے کی کرپشن کا یہ جواب واقعی تسلی بخش ہے۔ ہر گز ہر گز نہیں۔ کلفٹن کے کسی باسی سے پوچھ لیجئے۔ بلاول ہاؤس کے ارڈگرو، فیضی ترین گھر، محترم زرداری صاحب نے حکومتی مشینری استعمال کر کے کوڑبوں کے بھاؤ خریدے ہیں۔ صفائی کرنے والے صوبائی ادارے، گھر فروخت کرنے میں لیت ول کرنے والے کے گھر کے سامنے کھرے کا ڈھیر لگادیتے تھے۔ بدبو اور آلائش سے تنگ آ کر، اکثر لوگ اپنے قیمتی گھروں کو آدھی قیمت پر فروخت کر کے جان کی امان پاتے تھے۔ یہ ہمیں دس سال سے بغیر روک ٹوک سے جاری تھا۔ ریاستی ادارے، اگر تھوڑا سا ایکشن لیں تو اٹھارویں ترمیم اور صوبائی حقوق کی سموک سکرین کے پیچے چھپنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے۔ مگر، انصاف تو ہو کر رہے گا۔ اسکو موجودہ حالات میں روکا جانا ناممکن ہے۔

بالکل اسی طرح، ن لیگ کی جنح و پاکار صرف اور صرف ناجائز دولت کو چھپانے کیلئے استعمال کی جا رہی ہے۔ یہ امر بھی درست ہے کہ ہر سیاسی پارٹی کی طرح، ن لیگ میں ایماندار اور متحفہ ہوئے لوگ موجود ہیں۔ مگر سب جانتے ہیں کہ انہیں کسی طرح کی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ سر کردہ لوگ وہی ہیں جو کروڑوں روپے چندہ دے سکتے ہیں۔ عوامی جلسوں پر پانی کی طرح روپیہ بہاسکتے ہیں۔ گزشتہ دس برسوں میں جنکی معاشی تقدیر بدل چکی ہے۔ جنہوں نے اپنی بستیاں، گاؤں اور شہروں پر ظالمانہ تسلط قائم کیا ہے۔ نام نہیں لینا چاہتا۔ مگر اپنے اقتدار میں، ن لیگ کے چند محترم اکابرین ہر طرح کی بے ضابطگی میں شامل رہے ہیں۔ کوئی کسی سے پیچھے نہیں ہے۔ وسطی پنجاب میں کسی کے متعلق غیر جانبدارانہ تحقیق کر لیں۔ آپ کو نتیجہ سامنے ملے گا۔ رونے پیٹنے کی بلند آوازوں پر نہ جائے۔ کیا واقعی محترم نواز شریف صاحب اپنی بے شمار دولت کا جائز ذریعہ بتاسکتے ہیں۔ کیا میڈیا کو سیاسی قد بڑھانے کیلئے دولت فراہم نہیں کی گئی۔ چلیے سب الزامات غلط ہیں۔ مگر انکے بیٹھے عدالت میں پیش ہو کر بے گناہی ثابت کیوں ثابت نہیں کر رہے۔ برادرخورد سے پوچھیے تو فرماتے ہیں کہ ایک دھیلے کی کرپشن نہیں کی۔ مگر یہ نہیں بتاسکتے کہ داما دا اور بیٹھا ملک سے کیوں فرار ہیں۔ الزامات کا مقابلہ کیوں نہیں کر رہے۔ ریاستی اداروں کے قدموں میں گر کے مراعات کیونکر حاصل ہو رہی ہیں۔ درست ہے کہ انکے دور حکومت میں انفراسٹکچر میں ترقی ہوئی ہے۔ مگر اسکی قیمت اس قدر زیادہ کیسے ہے۔ کسی بھی بات کا کوئی جواب نہیں۔ مگر صرف یہ بار بار کہنا کہ ہم سارے انتقامی سیاست کا شکار ہیں۔ یہ مکمل سچ معلوم نہیں ہوتا۔ عمران خان کا تو انتخابی نعرہ ہی احتساب کا تھا۔ کرپشن کو روکنے کا تھا۔ اس نے تو احتساب سے باز نہیں آنا۔ بے لگ تجزیے کے مطابق تو احتساب ابھی شروع ہی نہیں ہو پایا۔ عجیب بات ہے کہ ہمارے مقتدر طبقے اور برازیل کے سزا یافتہ صدر لو لا کے بیانات بالکل ایک جیسے ہیں۔ ان پر معاشی بے اصولی کے الزامات ہیں۔ مشورہ ہے کہ لو لا کو پاکستان آ جانا چاہیے کیونکہ وہ ہماری سیاست کے لئے موزوں ترین کردار ہے۔ یا پھر اس مقتدر طبقے کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے برازیل بھیج دینا چاہیے۔ ویسے یہ وہاں بھی بہت خوش رہنگے۔ مقصد تو لوگوں کو بیوقوف بنانا ہے!